بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

تقریباً چھ سال کی عام ہلاکت انگیزی اور تباہی و بربادی کے بعد دنیا کی سب سے بڑی جنگ آخر کار ختم ہو گئی۔ اس کا آغاز یورپ میں پولینڈ کی سرحد سے ہوا اور اس کی رسمِ اختتام کی آخری تکمیل مشرقِ اقصیٰ میں جاپان کے دارالسلطنت ٹوکیو میں ہوئی۔ اس طویل مدتِ جنگ میں کتنے فرزندانِ آدم کی نعشیں خاک و خون میں تڑپیں۔ کتنی آبادیاں ویرانے اور کتنی شاندار عمارتیں کھنڈر بن کر رہ گئیں۔ خدا کی سرزمین کو انسانی خون سے لالہ زار بنانے کی آرزو اور تمنا میں خود زمین کی پیدا کی ہوئی دولت و ثروت کے کتنے بڑے بڑے انبار اور ذخیرے آگ اور بارود کی نذر ہو گئے۔ کتنی عورتیں بیوہ۔ اور کتنے بچے اور بچیاں یتیم اور لاوارث ہو گئے۔ ان سب کا اگر حساب لگایا جائے تو بے شبہ یہ تمام جانی اور مالی نقصانات ان نقصانات سے کہیں زیادہ ہیں جو عہدِ گذشتہ کی کسی بڑی سے بڑی مذہبی لڑائی میں ہوئے ہوں گے۔ لیکن اس کے باوجود آج کل کے ترقی پسندادیبوں کے نزدیک مذہب ہی دنیا کا وہ سب سے بڑا عامل ہے جس کے باعث ایک قوم دوسری قوم سے نفرت کرتی اور لڑتی ہے اور ایک انسان دوسرے انسان کا گلا کاٹتا ہے۔

موجودہ تہذیب کا خمیر جن عناصر سے تیار ہوا ہے ان کی فطرت ہی جذباتِ نفرت و عداوت کو ہوا دیکر جنگ برپا کرنا ہے۔ جس تہذیب کی بنیاد مادیت پر قائم ہو، اس میں یہ ظاہر ہے کہ روحانیت، خدا پرستی، اور اعلیٰ انسانی اخلاق کی گنجائش کہاں تک ہو سکتی ہے، مذہب ایک انسان کو دوسرے انسان سے محبت کرنے کا سبق دیتا ہے۔ ہمدردی بنی نوع کا جذبہ پیدا کر دیتا ہے خود غرضی اور نفس پرستی سے دور رکھتا ہے۔ لیکن ایک مادی تہذیب کا اثر یہ ہے کہ نسلی اور وطنی تفوق کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اقتصادی غارتگری کی بیہمانہ خواہش مشتعل ہو کر دیوانہ بنا دیتی ہے

اور بقول اقبال مرحوم کے "انسان خدا کی بستی کو دکان سمجھنے لگتا ہے۔ اب اس کی سائنس اس کے ہاتھ میں اٹیم بم ایسی قیامت انگیز چیز دیتی ہے اور وہ اس کی مدد سے اپنے جذبۂ انتقام کو تسکین دینے کی کوشش کرتا ہے۔ منکرینِ مذہب بتائیں کہ کیا اس قسم کی ہلاکت انگیزیاں پہلے کبھی مذہب کے نام پر بھی روا رکھی گئی ہیں؟

سرکاری طور پر جنگ کے خاتمہ اور امن کی بحالی کا اعلان ہوچکا ہے۔ لیکن جب تک ان اسبابِ جنگ کا خاتمہ نہیں کیا جائے گا اور انسانی تہذیب و تمدن کی بنیاد بجائے مادیت کے روحانیت پر نہیں رکھی جائیگی۔ دنیا میں کوئی پائیدار اور مستقل امن قائم نہیں ہوسکتا۔

جاپان کی یکایک شکست کے اعلان نے بہت سے باخبر لوگوں کو حیرت میں ڈال دیا۔ ان کے پاس اب بھی فوجیں کافی تعداد میں محفوظ تھیں۔ سامانِ جنگ کی بھی کوئی کمی نہیں تھی۔ پھر جغرافیائی اعتبار سے مقبوضاتِ جاپان کو ایک ایسی پوزیشن حاصل تھی کہ خاص جاپان میں فوجیں اتارنا اتحادیوں کے لئے بیحد مشکل تھا۔ اور ان سب سے بڑھکر بات یہ ہے کہ جاپانی اب بھی تازہ دم تھے۔ مذہبی جوش اور ولولہ کی وجہ سے یہ لوگ موت کو موت نہیں بلکہ زندگی سمجھتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے جتنی بے جگری سے یہ لڑتے ہیں شاید کوئی دوسری قوم اس حیثیت میں ان کی حریف نہیں ہوسکتی۔ لیکن ان سب باتوں کے باوجود جاپان نے اپنی شکست خود تسلیم کرلی اور اس سلسلہ میں شہنشاہ نے جو اہلِ جاپان کے ناقابلِ زوال عقیدہ میں ان کا خدا اور معبود تھا وہ سب کچھ کیا جو ایک مفتوح و محکوم کو فاتح کے حکم کی تعمیل میں کرنا پڑتا ہے۔

سر راس مسعود مرحوم نے جاپان کے سفر سے واپس آنے کے بعد کہا تھا کہ ایک مرتبہ وہ جاپان کے وزیرِ اعظم سے گفتگو کر رہے تھے۔ اسی اثنار میں خدا کا ذکر آگیا تو جاپانی وزیرِ اعظم نے

نہایت مغرورانہ انداز میں کہا کہ کیسا خدا؟ ہم کبھی اس خدا کو اپنے ملک میں نہ آنے دیں گے" لیکن آج یہ کیا ہے کہ خود خدا نہیں۔ اس کے حقیر ترین بندے جاپانی خداوند کی شہنشاہی پر قبضہ کئے بیٹھے ہیں اور یہ معبودِ باطل اور اس کے تمام پجاری بالکل دم بخود ہیں یہاں تک کہ آزادی سے سانس بھی نہیں لے سکتے۔

جاپانیوں کو اس جنگ میں جس عظیم الشان خسارہ سے دوچار ہونا پڑا ہے اس میں بے شبہ بہت سے لوگوں کو اُن کے ساتھ ہمدردی ہوگی لیکن ان لوگوں نے ان تمام نقصانات کے بعد اگر صرف ایک چیز کا یقین حاصل کر لیا تو ہمارے نزدیک انھوں نے سب کچھ کھونے پر بھی بہت کچھ پا لیا ہے اور وہ یقین اس بات کا ہے کہ خدا کبھی کوئی انسان نہیں ہو سکتا۔ خدا اگر کسی ذات کو کہا جا سکتا ہے تو بے شبہ وہ وہی ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ تک رہے گا جس کی حکومت کو کبھی زوال نہیں آسکتا۔ جو کبھی کسی کے سامنے مغلوب اور محکوم نہیں ہو سکتا۔ وہ جو چاہتا ہے۔ کرتا ہے۔ کوئی اس کے ارادہ کو روک لینے والا نہیں۔ ہم سب کو اسی ایک اَن دیکھے اور اَن بوجھے خدا کی بندگی کرنی چاہیئے۔ اور بس! اس کے علاوہ انسان انسان سب برابر ہیں۔ کوئی انسان کسی انسان کا معبود یا خدا نہیں ہو سکتا۔

اب کہ جنگ ختم ہو چکی ہے۔ ہم کوشش کریں گے کہ برہان پھر پہلے کی طرح اسّی صفحات اور عمدہ سفید کاغذ پر مع ٹائٹل پیج کے شائع ہو سکے۔ لیکن ابھی ایسا کرنے میں قانونی دشواری ہے ہم ساعی ہیں کہ کسی طرح اس دشواری پر جلد قابو پا سکیں اور برہان کو پھر اسی پرانی وضع میں دیکھ سکیں۔